رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دنیا کی نشر گہ ہے یہ اک سال پر شور ہے	عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

مفصلہ ذیل پتہ بنام ایڈیٹر اور کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶	۱۰ جون ۱۹۱۹ء	سہ شنبہ	۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ	نمبر ۹۴

مدینۃ المسیح

جناب حافظ روشن علی صاحب کا درس قرآن کریم خدا کے فضل سے روزانہ باقاعدہ جاری ہے آج (۱۰ جون) کو سورہ اعراف تک درس ہو چکا ہے۔

گرمی سخت پڑ رہی ہے۔ روزہ داروں کو خدا تعالیٰ ہمت اور توفیق بخشے۔ کہ اس مبارک مہینہ کی برکات حاصل کر سکیں

ان دنوں اکثر اصحاب کے بچے بیمار ہیں احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ ان کو صحت بخشے۔

دیوبندیوں کے متعلق اس اخبار میں جو مضمون شائع کیا گیا ہے وہ الگ اشتہار کی صورت میں بھی شائع ہوا ہے احباب حصول کیلئے دفتر ناظر صاحب تالیف و اشاعت سے منگوائیں

اخبار احمدیہ

دو معزز لیڈیوں کا مشرف باسلام ہونا

خدا کے فضل و کرم سے تبلیغ اسلام کا کام یہاں پر روز بروز ترقی پر ہے تازہ بشارت یہ ہے کہ اس ہفتہ میں دو معزز لیڈیاں بنام مس لبٹ و مسز سلش حضرت مفتی محمد صادق صاحب مبشر اسلام کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئیں۔ ان کے اسلامی نام حمیدن اور فاطمہ رکھے گئے الحمد للہ۔

ہر دو کی درخواستہائے بیعت حضرت خلیفۃ المسیح

امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیج دی گئی ہیں۔

ہفتہ واری اجلاس برابر جاری ہیں۔ اتوار گذشتہ کو حضرت ابی جنل مفتی صاحب نے ضرورۃ امام پر ایک نہایت پر مغز تقریر فرمائی۔ جلسہ بڑا پر رونق تھا۔ ایک انگریز دوست کے مدعو کرنے پر خاکسار راقم نے لنڈن کے سٹی ٹمپل (مشہور گرجا) کے ایک لیکچر ہال میں جہاں لیگ آف ریلیجنس (اتحاد مذاہب) کے قائم ہونے کے بارے میں کانفرنس ہو رہی تھی ایک مختصر تقریر کی جس میں اس امر کو پیش کیا کہ ہر ایک مذہب اپنی اپنی خوبیاں کو پیش کرے اور دوسروں کے بانیوں اور بزرگوں پر دل آزار حملے نہ کرے۔ اسی سے باہمی اتفاق پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اسکا آخری نتیجہ اسلام

کی نتیجہ ہے والسلام

خاکسار قاضی عبداللہ عفا عنہ از لنڈن ۱۵ اپریل ۱۹۱۹ء
سنبرہ۔ اشار اسٹریٹ ڈبلیو لیبو۔ سی

مالابار میں تبلیغ

مختلف اقطاع ہند میں تبلیغ کا دورہ کرتے ہوئے جناب مولانا غلام رسول صاحب اور شیخ محمود احمد صاحب بن جناب شیخ یعقوب علی صاحب مالابار میں پہنچ گئے ہیں۔ وہاں ۹- اور ۱۰- مئی کو دو خاندان سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے مرہم عیسیٰ بھی وہاں پہنچ گیا ہے۔ جس شخص کے پاس وہ ٹھہرا ہے وہ اردو نہیں جانتا۔ اور مرہم عیسیٰ عربی سے کورا ہے۔ اس کا مبلغ علم اتنا ہے کہ لوگوں کو اجلاس اجلاس کہہ رہا ہے۔ مولانا کی عربی تقاریر نہایت اچھے ثمرات پیدا کر رہی ہیں۔ اور مخالف آپ کے زور بیان اور فصاحت لسان اور معارف پر حیران ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخالفوں کی کوششوں کو انہی پر الٹ دے۔ اور حق ظاہر ہو۔ آمین۔

مصر

برادر بابو عبدالکریم صاحب احمدی سویز سے لکھتے ہیں۔ کہ وہ تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ پلٹن ۲/۱۲۵ گی میں گئے۔ وہاں برادر محمد ابراہیم صاحب ٹریسر ہیں۔ لوگ ان کی مخالفت کرتے تھے۔ آپ نے ان لوگوں کو تبلیغ کی۔ برادر موصوف خوب استقلال دکھا رہے ہیں۔ برادر عبدالکریم صاحب اپنے لئے اور اپنے اعزہ کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

سیالی

برادر گل محمد صاحب شلغواں عمدات نوجدار ی تبلیغ میں مصروف ہیں اور بعض لوگ آپ کے ذریعہ سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے ہیں۔

درخواست دعا

جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کا چھوٹا بچہ جلال الدین قریباً ۲۰ یوم سے بخار خسرہ میں بیمار ہے۔ احباب اس کے لئے اور دیگر دوستوں کے بچوں کے لئے جو اسی مرض میں مبتلا ہیں دعائے صحت فرمائیں۔

نماز جنازہ

جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب احمدی کٹیل خادم حصار کی بڑی لڑکی صفیہ بیگم فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں۔

ماریشس

میں غیر احمدیوں کی طرف سے جو مسجد کا مقدمہ احمدیوں پر کھڑا کیا گیا ہے زوروں پر ہے مگر خدا کے فضل سے وہاں کی مٹھی بھر جماعت نہایت جوش و خروش سے جزیرہ کے ۴ ہزار افراد کا مقابلہ کر رہی ہے۔ لوگ احمدیوں کی اس جوانمردی پر متحیر ہیں۔ مخالف گواہوں کے بیانات ہو رہے ہیں اور آج تیر جرح کی جا رہی ہے۔ ایک بڑے مخالف نے دوران جرح میں اقرار کیا کہ رسول کریم کے وقت عیسائیوں کو مسجد نبوی میں نماز کی اجازت دی گئی تھی۔ اس پر کہا گیا احمدی عیسائیوں سے بھی مذہباً بڑھ کر ہیں کیا ان کو مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے۔ لوگ بیانات سننے کے لئے کثرت سے جمع ہوتے ہیں۔ اور سینکڑوں کو صرف مقدمہ کے ذریعہ تبلیغ ہو رہی ہے۔ سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ماریشس کی غریب جماعت کے شامل حال ہو۔ اور ان کی ہمت میں برکت ڈالے۔ اور ان کو ہر میدان میں فتح دے۔

برادر مولوی عبیداللہ صاحب مبلغ ماریشس کے تازہ مکتوب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ تبلیغ کے مواقع ملتے رہتے ہیں ایک مقام پر ایک دن ساڑھے آٹھ بجے سے ساڑھے دس بجے تک مسائل متعلقہ سلسلہ پر وعظ کیا گیا ایک شخص جن کا نام سلیمان ہے۔ جو پہلے بہت مخالف تھے۔ ان کی بہن پرانی احمدی اور نہایت مخلص خاتون ہے۔ اور ماریشس کی احمدی خواتین کی انجمن کی سکرٹری اور ان میں دین کا جوش پیدا کرنے والی ہے۔ وہ صاحب اپنی بہن کے اس قدر خلاف تھے کہ کئی سال سے اس کے احمدی ہو جانے کی وجہ سے ملتے نہیں تھے آخر اللہ نے توفیق دی کہ وہ بھی سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے اور بہن کے پاس جا کر اپنی غلطیوں کی معافی مانگی۔ اور بہت روئے اور بھی کئی سمجھدار لوگ داخل سلسلہ ہو رہے ہیں۔

اعلان

حکیم فتح محمد ساکن پنڈوری گھنگوڑیاں اور ان کے لڑکے رشید احمد اور ان کی لڑکی مسماۃ زینب کی نسبت جو پچھلے دنوں میں لائلپور رہتے تھے ایک رپورٹ لائلپور سے آئی تھی۔ جس پر یہاں قادیان میں تحقیقات کرائی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ انہوں نے ایک احمدی خدا بخش نامی ہیڈ کنسٹبل ڈجکوٹ ضلع لائلپور سے مسماۃ زینب کا نکاح کر دینے کے بہانہ سے ایک معقول رقم ناجائز طریق سے حاصل کی ہے۔ چونکہ اندیشہ ہے۔ کہ مبادا جماعت کے کسی اور شخص کو بھی ان کے اس قسم کے فعل سے کسی طرح کا نقصان نہ ہو اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حکم سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ان تینوں کو جماعت احمدیہ سے خارج سمجھا جائے۔

خریداران الحکم و رسالہ احمدی خاتون کو اطلاع

اوائل اپریل سے سلسلہ کے بعض ضروری کاموں کے لئے میری مصروفیت نے الحکم کی باقاعدہ اشاعت پر اثر ڈالا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان ۱۰ - جون ۱۹۱۹ء

علمائے دیوبند سے شرائط مباہلہ ومناظرہ کا تصفیہ

ہمارے اشتہار نمبر سات کا جواب علمائے دیوبند کی طرف سے ہمیں تقریباً ایک ماہ کے بعد ایسے ایام میں پہنچا۔ جبکہ سوء اتفاق سے تمام ہندوستان میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً ایک شورش پھیل رہی تھی۔ جس کی طرف تمام لوگوں کی توجہ لگ گئی ان ناگوار حالات میں ہم نے جواب شائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ لیکن اب جبکہ خدا کے فضل اور گورنمنٹ کی زبردست طاقت سے اندرونی شورش ہٹ کر امن وامان قائم ہو گیا ہے۔ تو ہم علمائے دیوبند کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اس وقت تک دیوبندی علماء کو مباہلہ کی طرف لانے کے لئے ہم نے جس قدر کوشش کی ہے۔ اس کا پتہ ہمارے اشتہارات سے واضح طور پر لگ سکتا ہے۔ ہم نے ان کے لئے ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچانے میں حتی الامکان فراخ حوصلگی سے کام لیا ہے۔ لیکن افسوس انھیں نہ مباہلہ کی طرف آنا تھا۔ اور نہ اس وقت تک آتے ہیں۔ ہاں چونکہ جس چکر میں انھوں نے اپنے آپ کو ڈال لیا ہے۔ اس سے نکل جانا بھی ان کے لئے مشکل ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کے قائم مقام مولوی عبد السمیع صاحب نے یہ طریق اختیار کر رکھا ہے کہ خواہ ہماری طرف سے تصفیہ کی طرف لانے کے لئے کتنی ہی کوشش کی جائے۔ پھر بھی وہ کسی امر کے طے کرنے کی طرف ہرگز نہیں آتے۔

اور ان کی یہی کوشش ہوتی ہے۔ کہ روکیں پیدا کی جائیں۔ چنانچہ اس وقت تک۔ کہ مباہلہ کی ابتدائی کارروائی کو شروع ہوئے ۹ ماہ سے زیادہ عرصہ ہونے کو ہے۔ وہ انھیں باتوں میں اُلجھے پڑے ہیں۔ جن کا یا تو ہماری طرف سے کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ یا جو مناظرہ اور مباہلہ کے ذریعہ ہی سے طے ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ان کی طرف سے آخری اشتہار جو ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اس میں سب سے پہلے پھر ایڈیٹر الفضل کی قائم مقامی کے متعلق بحث شروع کر دی گئی ہے۔ حالانکہ امام جماعت احمدیہ تمام ان مضامین کی تصدیق فرما چکے ہیں۔ جو ایڈیٹر الفضل نے اس وقت تک مباہلہ کے متعلق علمائے دیوبند کے مقابلہ میں لکھے ہیں۔ اور آئندہ کے متعلق اعلان کر چکے ہیں۔ کہ "میں ہر ایک تحریر کو پڑھ کر اس پر تصدیق کرونگا"۔

نہ معلوم اس سے بڑھ کر ایڈیٹر الفضل کی قائم مقامی کی اور کیا تصدیق ہو سکتی ہے۔ کہ مولوی عبد السمیع صاحب کو اطمینان حاصل ہی نہیں ہوتا۔ اور وہ بالکل ایک ابتدائی امر کو تا حال پکڑے بیٹھے ہیں۔ لیکن جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ یہ محض مباہلہ سے بچنے کے لئے تضییع اوقات کیا جا رہا ہے۔ اور جان بوجھ کر کسی امر کا فیصلہ نہیں ہونے دیا جاتا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے نبوت پر اپنے پہلے اعتراض کو نقل کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ کچھ اور اعتراض بھی پیش کئے گئے ہیں۔ یہ بھی صریح طور پر مباہلہ کو ٹالنے کی ایک چال ہے کیونکہ جب مباہلہ کے ساتھ ہی مناظرہ بھی تجویز ہو چکا ہے۔ تو اعتراضات اس میں کئے جا سکتے ہیں۔ پھر مناظرہ اور مباہلہ کے شرائط طے کرتے ہوئے اعتراضات کا باب کھولنے کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ اصل معاملہ سے ہٹ کر سلسلہ تحریر اور طرف چلا جائے۔ اور علمائے دیوبند مباہلہ ومناظرہ کے تلخ گھونٹ پینے سے بچ جائیں ورنہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر ہی مباہلہ ہوتا ہے۔ اور نہ صرف مباہلہ ہوگا۔ بلکہ مباحثہ میں آپ لوگوں کو اعتراضات پیش کرنے کا بھی موقعہ دیا جائیگا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مباہلہ اور مناظرہ کے شرائط طے ہونے سے قبل اعتراضات شروع کر دیئے جاتے ہیں۔ ہم آپ لوگوں کے اعتراضات سے گھبراتے نہیں بلکہ بفضل خدا ہر وقت جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور آپ لوگوں کے عجیب وغریب عقائد پر اعتراضات کرنے بھی خوب جانتے ہیں۔ لیکن شرائط کے طے ہونے میں ان دونوں صورتوں کا اختیار کرنا۔ ہم اس لئے مناسب نہیں سمجھتے۔ کہ آپ لوگوں کو اصل معاملہ سے ہٹنے کا موقعہ نہ مل سکے۔ جسے آپ ڈھونڈھ رہے ہیں اور جس طرح بھی ہو سکے مباہلہ اور مناظرہ کی طرف لایا جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہم بار بار آپ کو شرائط کے طے کرنے کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ اور شرائط کے طے ہونے کے بعد ہی اعتراضات پیش ہو سکتے۔ اور ان کے جواب کوئی نتیجہ پیدا کر سکتے ہیں۔ مہربانی کر کے اس پر غور فرمایئے۔ اور شرائط کے طے کرنے کی طرف آیئے۔ ورنہ یاد رکھئے اعتراض کرنا آپ کی کوئی بہادری نہیں۔ بلکہ مناظرہ اور مباہلہ سے پہلوتہی کرنے کی سعی ہے۔

پس ہم اس مختصر سی تمہید کے بعد اصل شرائط کی طرف آتے ہیں۔ اور ان پر دوسری بار جو تنقید کی گئی ہے۔ اس کا جواب دیتے ہیں۔

شرط نمبر ۱ کے متعلق اگرچہ مولوی محمد احمد صاحب کو دیوبند سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں وہ درجہ اور پوزیشن ہرگز حاصل نہیں ہے۔ جو امام جماعت احمدیہ کو احمدی جماعت میں خدا کے فضل سے حاصل ہے۔ لیکن چونکہ ان کے متعلق یہ اقرار کر لیا گیا ہے کہ

"ان کا ہر ایک فعل تمام جماعت (دیوبند) کا فعل متصور ہوگا"۔

اس لئے ہم ان کو علمائے دیوبند کا قائم مقام تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ اگر زیادہ نہیں تو خاص دیوبند میں جس قدر علماء رہتے ہیں وہ اپنے دستخطوں سے اس امر کا اعلان کر دیں۔ کہ مولوی محمد احمد صاحب کا ہر ایک فعل ہم پر حجت ہوگا۔ اور ان کی کامیابی یا ناکامی کو ہم اپنی کامیابی یا ناکامی سمجھیں گے۔

ہم نے ایسی آسان صورت پیش کر دی ہے۔ کہ جس میں [illegible] تمام گیتھور میں دیوبندی علماء کی تلاش کے لئے جانے کی ضرورت ہے۔ نہ ہندوستان سے باہر حجاز یمن عراق وغیرہ میں ڈھونڈنے اور جزیرہ مالٹا کے نظر بند کو رہائی دلانے کی حاجت۔ دیوبند ایسا مرکز ہے جس میں جس قدر علماء موجود ہیں صرف انہیں سے لکھوا دیجئے۔ ہم امید ہے۔ اس کے تسلیم کر لینے میں آپ کو کوئی عذر نہیں ہوگا۔ اور نہ کوئی نیا حیلہ تراشیں گے۔

شرط نمبر (۲) میں نظر ثالث پر پھر زور دیا گیا ہے۔ مگر افسوس ثالث کے مقرر کرنے کے خلاف جو باتیں ہم نے پیش کی تھیں۔ یا تو ان پر غور نہیں کیا گیا۔ یا جان بوجھ کر ناظرین کو غلطی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم نے لکھا تھا کہ

"گو تقریروں کے سلسلہ کو اس قدر وسیع کرنے میں وقت بہت سا صرف ہوگا۔ مگر چونکہ اس غرض اتفاق سے ہے۔ اس لئے ہم اس امر کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن چونکہ بالکل غیر محدود سلسلہ سے بھی خطرہ ہے کہ مناظرہ مباہلہ کی صورت اختیار ہی نہ کرے۔ اور کوئی فریق بحث کو بیجا طول دیتا چلا جاوے اس لئے اس کے لئے بھی کوئی روک تھام کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ تقریروں کو ایک یا دو کی تعداد میں محدود نہ رکھا جاوے۔ بلکہ اس وقت تک اس سلسلہ کو لمبا کیا جاوے۔ جب تک کہ مدعی یہ نہ کہدے کہ اب فریق ثانی باوجود دلائل بینہ کے ضد کر رہا ہے۔ اور یہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوا۔ آپ نے وفد نجران سے گفتگو کرتے کرتے آخر ایک وقت پر قرار دیا کہ اب یہ لوگ ضد پر آگئے ہیں۔ اور ان سے سوائے مباہلہ کے اور کوئی چارہ نہیں"۔

ہماری اس تحریر کے ایک حصہ کا یہ مطلب نکالا گیا ہے کہ

"جب مرزا محمود صاحب یہ فرمادیں گے کہ اب علمائے دیوبند ضد پر آگئے اور ہار گئے۔ تو ان کو اپنی ہار ماننی پڑیگی"

حالانکہ ہماری اس شرط میں ہار جیت کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ شرط تو صرف مناظرہ کو ختم کر کے مباہلہ کی نوبت لانے کے لئے ہے۔ اور اسی طریق پر ہے۔ جس پر رسول کریم نے وفد نجران سے گفتگو ختم کر کے اسے مباہلہ کی طرف بلایا تھا۔ اس سے آپ کا یہ سمجھنا کہ ہم علمائے دیوبند کو کہدیں گے کہ تم ہار گئے۔ اور انھیں اپنی ہار ماننی پڑیگی۔ عجیب خوش فہمی ہے۔ ہمارے کہدینے سے علمائے دیوبند کا ہار مان لینا تو الگ رہا ہم تو سمجھتے ہیں کہ اگر وہ خود بھی اپنی ہار سمجھ لیں۔ تو بھی اس کا مان لینا ان کے لئے محال ہے یہی تو وجہ ہے۔ کہ ہم ان سے مباہلہ کر کے فیصلہ کو اس احکم الحاکمین کے سپرد کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ جس کے فیصلہ سے کوئی شخص کسی حیلہ یا بہانے سے بچ نہیں سکتا۔ ورنہ اگر ہم یہ سمجھتے ہوں کہ علمائے دیوبند ہمارے صرف اتنا کہدینے سے کہ آپ لوگ حق کے مقابلہ سے ہار گئے ہیں۔ یا دلائل اور براہین کے ذریعہ سے اس بات کو ثابت کر دینے سے کہ وہ حق پر نہیں اپنی ہٹ دھرمی سے باز آجائیں گے۔ تو پھر ہمیں مباہلہ کے لئے انھیں مجبور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ چونکہ ہمارے نزدیک وہ اس حد سے گذر چکے ہیں۔ کہ مناظرہ اور مباحثہ سے حق کو تسلیم کر لیں اسی لئے تو ہم مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ پس علمائے دیوبند کو یہ بات نوٹ کر لینی چاہئے کہ ان کے ساتھ ہم حق و باطل کا فیصلہ مباہلہ کے ذریعہ کرنا چاہتے ہیں۔ نہ کہ مناظرہ کے ذریعہ اور مناظرہ ایک ضمنی بات ہے۔ جو انھیں مباہلہ کی طرف لانے کے لئے۔ ان کی خواہش سے اختیار کی گئی ہے اس لئے ہماری کسی تحریر کا یہ مطلب بیان کرنا کہ ہم کہدیں گے۔ کہ تم ہار گئے۔ تو تمھیں اپنی ہار ماننی پڑیگی۔ بالکل غلط اور نادرست ہے۔ آپ لوگ اس بودی آڑ کے پیچھے اپنے آپ کو نہ چھپائیں اور مباہلہ سے بچنے کے لئے ایسے بودے عذرات پیش نہ کریں۔

اسی شرط میں ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر پیش کر کے جو یہ بتایا تھا کہ آپ نے کسی ثالث کے یہ فیصلہ دینے پر کہ وفد نجران "محض عناد و تعنت یا ناجائز بدتہذیبی" پر اتر آیا ہے۔ انھیں مباہلہ کے لئے نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ جب گفتگو کرتے کرتے دیکھا کہ وہ لوگ ضد پر آگئے ہیں۔ تو مباہلہ کیلئے کہا اس کے متعلق لکھا گیا ہے۔ کہ

"شاید آپ کو یاد نہیں رہا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے جس وقت یہ قرار دیا ہے اس وقت خود وفد نجران کا سب سے بڑا پادری عبدالمسیح اپنی جماعت سے بے تو ریوں کہہ رہا تھا۔ کہ واللہ یا معشر النصاریٰ لقد عرفتم ان محمدا النبی مرسل ولقد جاءکم بالفصل من خبر صاحبکم ولقد علمتم انہ ما لاعن قوم نبیا قط فبقی کبیرھم ولا نبت صغیرھم وانہ للاستیصال منکم ان فعلتم

اے گروہ نصاریٰ قسم ہے خدا کی تم بیشک جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی مرسل ہیں اور تمہارے صاحب (حضرت مسیح) کی جو خبر لائے ہیں۔ وہ قول فیصل ہے۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ کسی قوم نے کبھی کسی نبی سے مباہلہ نہیں کیا جس کے بعد اس قوم میں کا کوئی بڑا آدمی باقی رہا ہو۔ یا کوئی چھوٹا بچہ نشو و نما پا سکا ہو۔ اور بلا شبہ اگر تم مباہلہ کروگے تو بیخ و بنیاد سے تباہ ہو جاؤ گے

پس اگر آپ اپنے مخالفین کو وفد نجران سے تشبیہ دیتے ہیں۔ تو یہ ثابت کرنا بھی آپکا فرض ہوگا۔ کہ آپکے مخالف بھی اس درجے میں پہنچ چکے ہیں۔ کہ وہ اپنی مجلسوں میں علانیہ آپ کے مسیح موعود کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔"

سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی عبدالسمیع صاحب کا مسٹر عبدالمسیح صاحب کے قول کو پیش کرنے سے کیا مطلب ہے۔ اس سے اس بات کی تو ذرا بھی تردید نہیں ہوتی۔ جو ہم نے پیش کی ہے۔ یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں ان سے مباہلہ کرنا چاہتے تھے۔ جبکہ وہ آپکی نبوت اور رسالت کا اقرار کر رہے تھے۔ بلکہ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انھیں مباہلہ کے لئے بلایا۔ تو چونکہ انھوں نے آپکی نبوت اور رسالت کا اقرار کر لیا۔ اور حضرت مسیح کے متعلق آپ جو کچھ فرماتے تھے اسے صحیح تسلیم کر لیا۔ اس لئے ان سے مباہلہ نہ ہوا۔ پس اس روایت کی رو سے ہمیں یہ ثابت کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ کہ ہمارے مخالف (علمائے دیوبند) اس درجے میں پہنچ چکے ہیں۔ کہ وہ اپنی مجلسوں میں علانیہ حضرت مسیح موعود کی نبوۃ کا اقرار کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ ثابت کر دیا جائے تو پھر اس کے بعد مباہلہ کیسا۔

مولوی عبدالسمیع صاحب ذرا غور و فکر سے کام لیکر بتائیں۔ یہ آپ نے کیا لکھ دیا کہ پہلے ہم سے اپنے مسیح موعود کی نبوت کا بے تو ریہ اقرار کرالو اور پھر مباہلہ کرو۔ ہم علمائے دیوبند سے مباہلہ اس لئے تو نہیں کرنا چاہتے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے قائل ہیں۔ بلکہ اس لئے کرتے ہیں۔ کہ منکر ہیں۔ پس ہمیں ضرورت نہیں کہ مباہلہ کرنے کے لئے ان کے متعلق یہ ثابت کریں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے قائل ہیں۔ بلکہ اس لئے کرتے ہیں کہ منکر ہیں۔ پس ہمیں ضرورت نہیں کہ مباہلہ کرنے کے لئے ان کے متعلق یہ ثابت کریں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے قائل ہیں۔ ہاں اگر وہ مباہلہ سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو مباہلہ کرنے کے وقت اسی طرح حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اقرار کر لیں جسطرح وفد نجران کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اس صورت میں ہم بھی ان سے مباہلہ نہیں کریں گے۔

باقی رہا یہ کہ مباہلہ کے معاملہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے وارث علمائے دیوبند ہیں۔ یا ہم۔ اس کے متعلق یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جسطرح نصاریٰ خدا تعالیٰ کی اس وحی کے منکر تھے۔ جس کی رو سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو خدا کا رسول اور حضرت مسیح کو عبداللہ۔ کلمۃ اللہ۔ روح اللہ اور خدا کا رسول قرار دیتے تھے۔ اسی طرح علمائے دیوبند خدا تعالیٰ کی اس وحی کے منکر ہیں۔ جس کی رو سے حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو خدا کا نبی۔ رسول اور مسیح موعود سمجھتے تھے اور حضرت مسیح کو وفات یافتہ زمین میں مدفون نہ کہ آسمان پر جسم عنصری سے موجود فرماتے تھے۔ پس علمائے دیوبند کے نصاریٰ کے منصب اور پوزیشن پر ہونے میں ذرا بھی کلام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ خود مولوی عبدالسمیع صاحب عبدالمسیح کا قول نقل کرکے ہمیں کہہ چکے ہیں۔ کہ ہم علمائے دیوبند کی نسبت وہی امر ثابت کریں جو نصاریٰ میں رسول کریم کے مقابلہ میں پایا جاتا تھا۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو نصاریٰ کے مقام پر ہی سمجھتے ہیں۔ پس یہ حق ہمیں ہی حاصل ہے۔ کہ جس وقت ہم دیکھیں۔ کہ علمائے دیوبند ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے ہیں اس وقت مباہلہ کے لئے کہدیں اور انھیں مباہلہ کرنے سے کوئی چارہ نہ رہے۔

ثالث کی تجویز کے متعلق جو ہم نے یہ لکھا تھا کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اس امت میں مباہلے ہو چکے ہیں۔ اور ان میں آجتک ایسا نہیں ہوا۔ کہ وضوح حق کے لئے کوئی اور حکم بٹھایا جاوے" اس کے جواب میں کہا گیا ہے۔ کہ اگر رسول کریم اور آپکی امت کے علماء نے کبھی کوئی ثالث اور حکم نہیں بٹھلایا تھا۔ تو کیا دوسری شرطیں مثلاً پانچ ہزار روپیہ جرمانہ یا پولیس کا انتظام یا داخلہ بذریعہ ٹکٹ وغیرہ کرایا تھا۔ اس کا ایک جواب تو وہی ہے۔ جو ہماری طرف سے دیا گیا ہے۔ کہ "ان سب امور کی اس وقت ضرورت نہ تھی" اور دوسرا یہ کہ یہ سب امور ایسے ہیں جو انسانی عمل میں لائے

جاسکتے ہیں۔ لیکن اصولی مسائل کے تصفیہ کے لئے ثالث کا تقرر ایسا محال ہے۔ کہ نہ کبھی ہوا ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے اسپر زور دینا بالکل فضول ہے۔ ہماری جماعت کی طرف سے آج تک کسی اصولی دینی مسئلہ کے متعلق کوئی ثالث نہیں مقرر کیا گیا۔ اور نہ اب مقرر ہو سکتا ہے۔ آپ کا اس پر بار بار زور دینا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ نہ کوئی ثالث مل سکیگا۔ اور نہ مباہلہ کی نوبت آئیگی۔ ورنہ جب اس وقت تک کبھی کسی مباحثہ میں اصولی دینی مسائل کے تصفیہ کے لئے ثالث مقرر نہیں کیا گیا۔ تو اب کس طرح ہو سکتا ہے۔ آپ مہربانی کرکے اس طرح اپنی جان نہ چھڑائیے۔ اور جو طریق مباہلہ کرنیکا ہے۔ اس کے مطابق مباہلہ کیجئے۔

باقی رہی مناظرہ میں تقریروں کی ترتیب اس کے لئے شق نمبر (الف) صرف یہیں تک محدود ہے۔ کہ "پہلے علمائے دیوبند کا قائم مقام حضرت مرزا صاحب کے دعوے نبوت اور مسیحیت کے متعلق جو ثبوت اور دلائل حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کیطرف سے پیش ہو چکے ہیں۔ ان کی تردید کریگا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کا مسلمہ قائم مقام اس کے خلاف تقریر کرے گا۔ اگر اس کے بعد بھی علمائے دیوبند اپنے خیالات پر مصر ہوں تو اسی وقت اسی مقام پر حضرت مرزا صاحب کی مسیحیت اور نبوت پر فریقین میں مباہلہ ہوگا۔"

یعنی یہ شق صرف دو تقریروں کے لئے مجوز تھی۔ لیکن چونکہ آپنے اس کو منظور نہیں کیا۔ اس لئے آپ کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ اس میں بیان کردہ ترتیب ہم سے منوائیں۔ ہاں اگر اب بھی آپ معینہ اسے منظور کرلیں۔ تو ہم اسی ترتیب کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ ورنہ بصورت دیگر وہی ترتیب رہیگی جو آپ کی طرف سے اس شرط کو بدل دینے کی صورت میں ہماری طرف سے اشتہار نمبر ۲ میں پیش کی گئی ہے۔ اور تحریریں اسی طریق سے طرفین کو پہنچائی جائیں گی۔ جو ہم نے پیش کیا ہے۔ اس کے متعلق آپ کا یہ کہنا نہایت مضحکہ خیز ہے۔ کہ اگر اس سلسلہ مناظرہ میں دو ماہ لگ گئے۔ تو عام شرکاء ٹھہر نہیں سکیں گے۔ کیا یہ بات آپ کو اسوقت یاد نہ تھی۔ جب کہ اس مناظرہ کے متعلق آپ نے یہ لکھا تھا۔ کہ

"ضرور ہے کہ جب تک اتمام حجت واضح طور پر نہ ہوجائے اسوقت تک دلائل سننے اور اور جوابات سنانے کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا"

ان الفاظ سے تو ظاہر ہے۔ کہ پہلے آپ ایسا مناظرہ کرنے پر آمادہ اور تیار تھے جس کا سلسلہ اسوقت تک منقطع نہ ہو۔ جب تک اتمام حجت واضح طور پر نہ ہوجائے۔ پھر اب آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وضوح حق کیلئے دو ماہ تک کے لئے بھی مناظرہ کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور عام لوگوں کا عذر پیش کرکے پہلو تہی کررہے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو اگر دو ماہ کے عرصہ میں واضح طور پر اتمام حجت ہو جائے تو بھی بہت خوشی کی بات ہے۔ اور ہر ایک وہ شخص جو حق اور باطل میں کھلا کھلا فیصلہ دیکھنے کا متمنی ہو۔ وہ نہایت خوشی کے ساتھ اتنا عرصہ مناظرہ میں شمولیت اختیار کرسکتا ہے۔ لیکن جو شخص صرف تماشہ دیکھنے کے طور پر شامل ہونا چاہتا ہے۔ اور دو ماہ میں چند دن بھی دینے کیلئے تیار نہیں ہے۔ اس کا مناظرہ میں داخل ہونا نہ ہونا مساوی ہے۔ ایسے لوگوں کے نہ شامل ہونے کی کوئی پروا نہیں ہونا چاہئے۔ اور اسی وجہ سے مناظرہ کو اس رنگ میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ جس سے پورے طور پر اتمام حجت نہ ہوجائے۔ پس تحریری مناظرہ اسی صورت میں کامیابی کے ساتھ کیا جاسکتا [illegible] سو بیٹھ کر بہت محدود وقت میں اول تو اس تحقیق کے ساتھ لکھنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ جس کی اتمام حجت کے لئے ضرورت ہے۔ دوسرے عوام کا اس عرصہ میں بیکار بیٹھے رہنا بہت مشکل ہے۔ اور اگر وہ بیٹھے بھی رہیں۔ تو ان کا شور و غل اور باتیں کرنا لکھنے والوں کے لئے سخت بدمزگی اور حرج کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ جلسہ میں سنانے کے لئے تحریریں اطمینان کے ساتھ قیامگاہ سے لکھ کر لائی جائیں۔ اور وقت مقررہ پر حاضرین کو سنا دی جائیں۔ پھر اجتماع کی ضرورت اس لئے بھی ہے۔ کہ جو لوگ طرفین سے مباہلہ میں شامل ہونے والے ہیں ان میں سے کوئی سننے سے محروم نہ رہجائے۔ اور یہ عذر نہ کرسکے کہ میں نے تو فلاں تحریر پڑھی ہی نہیں تھی۔ پس چونکہ گھر بیٹھ کر مناظرہ کرنے کی صورت میں ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے۔ کہ جس سے ہر ایک مباہلہ میں شامل ہونے والے کو اپنی تحریر پڑھنے پر مجبور کرکے اسپر اتمام حجت کرسکیں۔ اس لئے اجتماع ضروری ہے۔

شرط نمبر ۴ کے متعلق ہمارے نزدیک لدھیانہ ایسا مقام ہے جو فریقین کے لئے مناسب ہے اگر آپ کے خیال میں اس سے بہتر کوئی اور ایسا مقام ہو جہاں یہ شرط اس سے بہتر صورت میں پوری ہو سکتی ہو تو وہ پیش کریں۔

شرط نمبر (۶) کے متعلق۔ جلسہ میں داخلہ

کے لئے ٹکٹوں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور جلسہ میں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہوسکیگا جس کے پاس طرفین میں سے کسی طرف کا ٹکٹ نہیں ہوگا۔ تاکہ کسی قسم کی کوئی خلاف امن کارروائی نہ ہونے پائے۔ آپ کے یہ الفاظ کہ "فریقین کے عام شرکاء جلسہ اپنی ہر ایک حرکت کے خود ذمہ دار ہونگے" ظاہر کرتے ہیں۔ کہ آپ کچھ ایسے لوگوں کو بھی جلسہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ جن کی حرکات کے آپ خود ذمہ دار نہیں بننا چاہتے۔ گویا ان کے شامل کرنے کی غرض ہی یہ ہوگی کہ جلسہ میں بدامنی اور شورش پیدا کریں۔ آپ لوگوں کے اسی قسم کے ارادوں کی وجہ سے تو ضروری ہے۔ کہ داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہو اور ہر فریق جس کو ٹکٹ دیکر داخل کرے اس کی حرکات کا ذمہ دار ہو۔ ہاں جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں جسقدر افراد کوئی فریق داخل کرنا چاہے اسی قدر وہ دوسرے فریق سے ٹکٹ لے سکیگا۔

شرط نمبر (۱۰) کے متعلق تصفیہ شرائط کے بعد ہر دو طرفین ایک دوسرے کو ان لوگوں کی فہرست دے دیں گے جو مباہلہ کرنیوالوں میں شامل ہونگے۔

شرط نمبر (۱۱) کے متعلق اس شرط میں کسی فریق کے حاضر نہ ہونے یا حاضر ہو کر تقریر دل کے بعد بغیر اس کے کہ دوسرے فریق کے اعتقادات کے ساتھ اتفاق کرے مباہلہ کرنے سے انکار کرنے پر جو پانچہزار روپیہ حرجانہ ادا کرنا رکھا گیا ہے۔ وہ طرفین کے لئے مساوی اثر رکھتا ہے۔ اس لئے اسکی تعیین میں آپ کو کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ اگر "کسی فریق کو پانچہزار روپیہ کے مصارف برداشت کرنے پڑے۔ تو کیا پانچہزار روپیہ میں اتنی بڑی کامل اور دائمی فتح کچھ گراں ہے اور کیا یہ فتح عظیم ان چند دراہم بخسہ کے نقصان کے لئے کافی نہیں ہے۔" اس کے متعلق گذارش ہے۔ کہ ایک فریق کا مباہلہ کرنے سے انکار کر دینا دوسرے فریق کے لئے کامل اور دائمی فتح کا نشان نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ اس انکار کے ساتھ کچھ گرہ سے نہ نکالنا پڑے اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ ہمارے مخالفین اسی چیز کو سب سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ جس کو کہنے کو تو "چند دراہم بخسہ" کہہ رہے ہیں۔ لیکن اس کی ادائیگی کے خیال سے ہی کانپ رہے ہیں۔ پس مباہلہ کی کارروائی کو انجام تک پہنچانے کے لئے ہمارے نزدیک ضروری ہے۔ کہ ہم اسی چیز کی کفالت رکھیں جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ قابل قدر ہے۔ اور جس کی کفالت کے بعد کسی دھوکے کا خطرہ نہ رہے۔ اس لئے اس شرط کے متعلق کوئی ترمیم منظور نہیں کی جاسکتی۔

شرط نمبر ۱۵ کے متعلق۔ ہمارے خیال میں مباہلہ کے نتیجہ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خاص قسم کے عذاب کی تعیین نہیں ہوتی۔ ہاں وہ عذاب ایسا ہوگا جس میں فریق مخالف کے کسی منصوبہ کا دخل نہ ہو۔ اس کے لئے ایک سال کی میعاد ہم اس لئے قرار دیتے ہیں کہ ان روایات کے متعلق جو رسول کریم سے بیان کی گئی ہیں۔ ہمارے حضرت مسیح موعود کو الہامی طور پر ایک سال کی مدت بتلائی گئی ہے اب آپ اس کے متعلق جو کچھ سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہوں وہ پیش کریں۔

اخیر میں ہم آپ کے اس مشورہ کے متعلق کہ "فریقین کے وکلاء جمع ہو کر شرائط پر مفصل بحث کرلیں اور مزید سہولت کے لئے کوئی غیر جانبدار ثالث شرائط وغیرہ کا فیصلہ دینے کے لئے تجویز کیا جائے پھر جو امر منتج ہو اسپر فریقین کے دستخط ہوجائیں۔ اور شائع ہو کر مناظرہ اور مباہلہ کی تاریخیں فوراً معین کردیجائیں" یہ کہنا چاہتے ہیں کہ فریقین کے وکلاء کے جمع ہو کر شرائط پر مفصل بحث کرنے کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک زبانی اور دوسری تحریری۔ اب اگر زبانی گفتگو ہو اور اس طرح شرائط کا تصفیہ ہوسکے اور نہ کوئی امر منتج ہو کر فریقین کے اس پر دستخط کرنے کی نوبت آئے تو اس زبانی گفتگو کے متعلق بالکل یہ بتانا مشکل ہوجائیگا کہ کس فریق نے شرائط طے کرنے سے عمداً پہلوتہی کی۔ کیونکہ جب تمام کی تمام گفتگو زبانی ہوگی۔ تو پہلوتہی کرنیوالا فریق اس کے متعلق جو چاہے بیان کرسکتا ہے اور جس طرح اپنے مفید مطلب گفتگو و واقعات کو توڑ موڑ سکتا ہے پس زبانی گفتگو کرنے میں تو یہ خدشہ ہے اور یہ انتہائی خدشہ ہے۔ جو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر تحریری طور پر شرائط کا تصفیہ ہو تو پھر اس کے لئے فریقین کے وکلاء کی کسی ایک مقام پر اجتماع کی ضرورت نہیں۔ اس طرح تو کارروائی جو ہو رہی ہے اب اس سلسلہ کو بدلنا ان لوگوں کے لئے سخت ناگوار ہوگا جو نہایت دلچسپی کے ساتھ شروع سے لیکر اب تک طرفین کے اشتہارات کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ پس شرائط کے تصفیہ کے لئے یہی طریق موزوں اور مناسب ہے۔ جس پر اس وقت تک عمل ہو رہا ہے۔

ہم شروع سے لیکر اس وقت تک بہت سی رعایتیں اس لئے دے رہے اور آسانیاں اس لئے بہم پہنچا رہے ہیں۔ کہ آپکو کسی نہ کسی طرح مباہلہ کی منزل تک لیجائیں۔ اور اس اشتہار میں بھی آپ دیکھیں گے کہ جلدی کسی نتیجہ تک پہنچنے کے لئے ہم نے کسقدر فراخ حوصلگی سے کام لیا ہے۔ آپ بھی مہربانی کرکے گفتگو کو بیجا طول نہ دیجئے۔ تاکہ دنیا کے لئے حق و باطل میں امتیاز کرنیکا موقعہ بہم پہنچ سکے۔

اگرچہ وقت کی تنگی کے مقابلہ میں آپنے جو روش اختیار کر رکھی ہے اس سے خیال نہیں کیا جاسکتا کہ آپ لوگ کبھی آسانی سے مباہلہ کی طرف آئیں گے۔ لیکن یاد رکھیئے ہم اسوقت تک آپکا تعاقب کرتے جائیں گے جبتک آپ یا تو مباہلہ کرنیکے لئے مجبور ہوجائیں یا اپنے عجز کا اعتراف کرلیں۔

خاکسار غلام نبی عفا اللہ عنہ ایڈیٹر الفضل

خطبہ جمعہ

ہر وقت ترقی کیلئے کوشاں رہنا چاہیئے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ
فرمودہ ۳۰ - مئی سنہ ۱۹۱۹ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ

اس وقت میں ہماری جماعت کی ذمہ داریاں

میں بعض ضروری باتیں اس خطبۂ جمعہ میں آپ لوگوں کے سامنے بیان کرنا چاہتا تھا مگر بوجہ چند روز سے بیمار رہنے کے جمعہ پر ملتوی کرتا ہوں اور آج میں آپ لوگوں کو اس بات پر متوجہ کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں ہماری جماعت کی ذمہ داریاں اور اس کے کام ایسی احتیاط اور ایسی فکر چاہتے ہیں۔ کہ ان کو معمولی طور پر ایک معمولی کوشش کے ساتھ سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ میں نے بارہا آپ لوگوں کو بتایا ہے۔ اور اس کی کوشش کی ہے۔ کہ آپ کو اس امر میں اپنا ہم خیال بناؤں کہ اس وقت جس کام کے لئے ہماری جماعت کھڑی ہوئی ہے وہ بہت بڑا اور اہم کام ہے۔ اس لئے اس کام کے سرانجام دینے کے لئے عظیم الشان تیاری کی ضرورت ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں کہاں تک اس امر میں کامیاب ہوا ہوں اور کس حد تک جماعت اس بات میں میری ہم خیال ہوئی ہے۔ لیکن جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ گو جماعت کا ایک حصہ سمجھ چکا۔ اور جان چکا ہے۔ کہ ہمیں اس وقت کن کن کاموں کی ضرورت ہے پھر بھی ایک حصہ ہے۔ جو نہیں سمجھا۔ اور جو سمجھا ہے۔ اس سے عمل کرانے کی ضرورت ہے۔ اگر ہماری جماعت کے تمام لوگ اس ذمہ داری کو سمجھیں جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لانیکی وجہ سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ تو آج ہی ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہو سکتا ہے مگر ہمیں دیکھتا ہوں کہ دنیا کو فتح کرنے کے لئے جو ہمیں کام کرنے چاہئیں۔ ابھی ہم نے چھیڑے تک نہیں۔ اور وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔

قناعت کہاں چاہیئے اور کہاں نہیں۔

قناعت عمدہ چیز ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ قومی ترقی میں بھی قناعت کی جائے۔ کیونکہ ہر چیز اپنی جگہ اور محل پر اچھی ہوتی ہے۔ مثلاً حلم اچھی صفت ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی کی تعریف کرے کہ فلاں شخص بڑا ہی نرم دل ہے کہ اس کے بزرگوں کو گالیاں دیجاتی ہیں مگر چپکا بیٹھا سنتا رہا ہے۔ تو یہ تعریف نہیں ہوگی۔ بلکہ ایسا آدمی بے غیرت ہوگا۔ اور اس کی وسعت حوصلہ اور وسعت قلبی نہیں کہا جائیگا۔ بلکہ یہ کہا جائیگا کہ اس کا دل نہایت تنگ ہے۔ کہ بڑی بات اس میں سما ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ مذہب کی غیرت بوجہ تنگ دل ہونے کے اس میں آ ہی نہیں سکتی۔ پس یہ نہیں کہ اس میں حلم ہے۔ اور وہ وسیع القلب ہے۔ بلکہ وہ بے غیرت ہے۔ اور بے حیائی کو قبول کرتا ہے۔

پس اسی طرح قناعت کا معاملہ ہے ایک حد تک موجب عزت ہوتی ہے۔ مگر ایک ایسا شخص جو مذہبی ترقی کے لئے قانع ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ اس کی مذہبی ترقی یا اپنے مذہب کی ترقی کافی ہو چکی ہے۔ وہ بے ہمت اور نکما ہے۔ اور جو قومیں اپنی ترقی پر قانع ہو جاتی ہیں وہ تباہ ہو جاتی ہیں جماعت اور قوم کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنی ترقی کے لئے حریص ہو۔ جو قوم بجائے ترقی کرنے کے ایک مقام پر ٹھہر جاتی ہے وہ گرنے لگ جاتی ہے۔ اور ترقی وہی کرتی ہے۔ کہ ہر ایک درجہ جو اس کے سامنے آئے۔ وہ اس کو اپنا حق خیال کرے اور کوشش کرے کہ اسکو حاصل کرے جب تک یہ نہ ہو اس جماعت یا مذہب کے لوگ کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن جب تک انسان کو یہ خیال ہو کہ ابھی اسے اور بھی کچھ حاصل کرنا ہے اسوقت تک ترقی کے راستے اس کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔ ترقی کی کوئی انتہا نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے رب زدنی علما کام کرنیوالی قومیں ترقی کے میدان میں بڑھتی چلی جایا کرتی ہیں وہ کسی مقام پر نہیں ٹھہرتیں۔ مگر جن قوموں نے تباہ ہونا اور گرنا ہوتا ہے۔ وہ ایک مقام پر جا کر ٹھہر جاتی ہیں۔ اور خوش ہوتی ہیں۔ مگر جن قوموں نے کچھ کرنا ہوتا ہے۔ وہ کسی مقام پر نہیں ٹھہرتیں۔ اور کوئی ایسا نقطہ نہیں ہوتا جسکو وہ آخری نقطہ قرار دیں۔ پس ہم کسی کامیابی پر خوش نہیں ہو سکتے۔ جب تک ہم اس سے آگے نہ بڑھ جائیں۔ اور جب تک ہر ایک خوشی آئندہ ترقی کے لئے تحریص بلکہ تحریض کا باعث نہ ہو۔ یہ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب ص کو ض سے بدل دیا جائے۔ تو اس کے معنی اور مضبوط کے ہوتے ہیں۔

خدا کی راہ میں جو روک آئے وہ اٹھا دی جاتی ہے

پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہمارا

ہر مقام آئندہ کے لئے محرک ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ جوش کا باعث ہو۔ اگر یہ ہو جائے کوئی انسانی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور جو طاقت بھی ہمارے رستے روک بنیگی وہ مٹا دی جائیگی۔ کیونکہ خدا کا یہ منشاء ہے کہ اسلام پھر قائم ہو۔ خدا کے اس منشاء کے خلاف جو حکومت ہو گی۔ وہ مٹا دی جائیگی اور جو طاقت ہو گی وہ برباد کر دی جائیگی۔ اور باوجود اس کے کہ ہمارے پاس کوئی ظاہری سامان نہیں تاہم یونہی ہو گا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔

دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رستہ میں جو سلطنتیں آئیں اور انہوں نے احمدیت کی اشاعت میں کسی نہ کسی طرح کی روک پیدا کی وہ کس طرح تباہ کر دی گئیں۔

ایک زمانہ تھا کہ ترکی سلطنت سے تمام کا تمام یورپ لرزتا تھا۔ اور اس کے مقابلہ کو آسان نہیں سمجھتا تھا۔ کیونکہ یورپ کو خیال تھا کہ ہم نے اگر ترکوں سے جنگ چھیڑی تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ساری دنیا کے مسلمان ہمارے خلاف جنگ کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور دنیا میں ایک آگ سی لگ جائیگی۔ ہماری حکومت سرکار برطانیہ بھی اپنی مسلمان رعایا کے خیال سے ترکوں سے جنگ نہیں کرتی تھی۔ مگر جب مسیح موعود کو کہا گیا کہ مکہ جاؤ اور دیکھو وہاں تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے تو وہی مسلمان جن کے متعلق یہ خیال تھا کہ اگر ترکوں سے جنگ ہوئی تو ان میں بغاوت پھیل جائیگی۔ ان ... میں بجائے اس کے کہ ترکوں سے جنگ ہونے پر کسی قسم کی شورش پیدا ہوتی۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے ترکوں پر گولیاں چلائیں۔ اور اب وہ طاقت توڑ دی گئی ہے۔ جو اگر کچھ باقی رہ گئی تو ایسی ہو گی۔ جو حکومت کہلانے کی مستحق نہیں ہو گی۔ پھر کابل کی حکومت بھی مسیح موعود کے رستہ میں روک تھی اور وہاں پر نہ صرف یہ کہ احمدیت کی تبلیغ منع تھی۔ بلکہ احمدیت کا اظہار بھی ممنوع تھا۔ اور مسیح موعود کو وہاں جانیکا ڈراوا دیا جاتا تھا۔ خدا نے اس کے تباہ کرنے کے بھی سامان پیدا کر دیئے۔

پس تم مت یہ خیال کرو کہ تمہارے پاس سامان نہیں اور تم کمزور ہو۔ کیونکہ جب انسان خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے۔ تو اس کے لئے سامان پیدا کر دیئے جاتے ہیں۔ دیکھو ابتداء میں حضرت مسیح کے ساتھیوں کی کیسی کمزور حالت تھی۔ حتیٰ کہ ایک بدقسمت نے تیس روپے کے لئے مسیح کو بیچ بھی دیا۔ اور جو بہت مقرب تھا اس نے اس خوف سے کہ لوگ اس کو مسیح کا متبع ہونے کے باعث برا بھلا نہ کہیں۔ یا کسی اور آفت میں نہ ڈال دیں مجمع عام میں مسیح پر لعنت کی۔ باوجود اس کے جس حد تک ان میں اخلاص اور جوش تھا۔ خدا نے اس کو ضائع نہیں کیا مسیح کے خادموں کو حکومت دی سلطنت دی اور وہی لوگ جو مسیح کے نام کے دشمن تھے۔ خود اس کے نام کی منادی کرنے لگے۔ پس ایسے ہی ذرائع سے یہاں کام ہو گا۔ ہاں وہ ذریعہ "تلوار" نہ ہوگی۔ بلکہ امن ہو گا۔ اور وہ وقت دور نہیں۔ جب بادشاہ حضرت مسیح موعود کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ برکت ڈھونڈھنے والے بادشاہ عیسائی ہونگے۔ یا بدھ ہونگے۔ بلکہ وہ بادشاہ حضرت مسیح موعود کو ماننے والے اور احمدی ہی ہونگے اور وہ تبلیغ کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہونگے۔ نہ کہ تلوار سے۔

تو خدا کی طرف سے جو وعدے ہیں ان کے ظہور کے ابتدائی نشانات اگرچہ نہایت باریک ہیں۔ جو ظاہر میں عام لوگوں کو نظر نہیں آیا کرتے۔ مگر حقیقت بین نگاہیں ان کو دیکھ لیتی ہیں۔ آپ بھی دیکھ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے فرض کو سمجھیں اور اسکو پورا کرنیکی کوشش کریں تا کہ اس کا فضل نازل ہو۔ اور مسیح موعود سے جو وعدے کئے گئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ لیں۔

عازمان حج کے لئے اطلاع

اس سال بہت سے جہاز ہندوستان کو حجاز عرب کو روانہ ہونگے۔ چنانچہ مفصلہ ذیل مقامات سے جہاز حسب ذیل تاریخوں کے قریب روانہ ہونگے

تاریخ	مقام
۱۵- جون ۱۹۱۹ء	بمبئی سے
۲۵- جون ۱۹۱۹ء	بمبئی سے
۲۵- جون ۱۹۱۹ء	کراچی سے
۳۰- جون ۱۹۱۹ء	کراچی سے
۵ جولائی ۱۹۱۹ء	کراچی سے
۲۰- جولائی ۱۹۱۹ء	کراچی سے
۳۰- جولائی ۱۹۱۹ء	کراچی سے
۷- اگست ۱۹۱۹ء	بمبئی سے
۱۰- اگست ۱۹۱۹ء	بمبئی سے
۲۰- اگست ۱۹۱۹ء	کراچی سے
۱۰- اگست ۱۹۱۹ء	بمبئی سے

شمال مغربی ہندوستان کے رہنے والوں کو (جن میں پنجاب کے باشندگان بھی شامل ہیں) یہ مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ کراچی کے بندرگاہ سے روانہ ہوں۔ کراچی کی آب و ہوا خشک اور خوشگوار ہے اور عازمان حج کے قیام کے لئے وہاں خاطر خواہ انتظام کیا جا چکا ہے۔ اگرچہ دنیا بھر میں جہازوں کے کرائے بہت زیادہ ہیں لیکن گورنمنٹ نے انتظام کیا ہے کہ ہندوستان سے حجاز کو آمد و رفت کے ٹکٹ کی قیمت صرف ۱۲۵ روپے ہو۔ جو جنگ

احمدیان مالابار کے متعلق غیر مبایعین کی غلط بیانی

باوجود اس کے کہ غیر مبایعین اس وقت تک ایکبار نہیں - بلکہ متعدد بار طرح طرح کی غلط بیانیاں کرکے سخت نادم اور شرمندہ ہو چکے ہیں لیکن تعجب ہے کہ پھر بھی وہ اس سے باز نہیں آتے - ابھی کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ پیغام نے احمدیان کابل کے متعلق لکھا تھا کہ

"وہ سب کے سب میاں صاحب کی بیعت فسخ کرکے ہمارے ساتھ شامل ہو گئے" (دیکھو پیغام ۱۳- دسمبر ۱۹۱۸ء)

لیکن جب اس امر کے بالکل غلط اور جھوٹ ہونے کے متعلق ہم نے کابل کے ایک ایسے معزز شخص کی حلفیہ شہادت پیش کی جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے کابل میں بیعت لینے کی اجازت دی ہوئی تھی - اور جو اتفاقاً انہی ایام میں کابل سے قادیان تشریف لائے تھے تو پیغام صلح کو ایسی ندامت اور شرمندگی اٹھانا پڑی کہ وہ بالکل دم بخود ہو گیا - اور ہماری پیش کردہ شہادت کے خلاف ایک لفظ تک نہ لکھ سکا - اب اگر ان لوگوں میں کچھ بھی دیانت اور امانت کا مادہ ہوتا - تو اس واقعہ سے ضرور عبرت پکڑتے اور آئندہ کے لئے کسی قسم کی غلط بیانی کے مرتکب نہ ہوتے - لیکن افسوس کہ اس سے انہوں نے کچھ فائدہ نہ اٹھایا - اور اب پھر ایک بہت بڑی دروغگوئی اور غلط بیانی کے مرتکب ہو رہے ہیں - جس کی اس وقت ہمیں تردید کرنا ہے - بات یہ ہے کہ حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب اور شیخ محمود احمد صاحب کو علاقہ مالابار میں تبلیغ احمدیت کے لئے روانہ فرمایا - جو ابھی تک اسی علاقہ میں ہیں - یہ دیکھ کر غیر مبایعین نے جو عام طور پر اسی فکر میں لگے رہتے ہیں - کہ ہم حضرت مسیح موعود کے دعاوی سے کسی علاقہ کے لوگوں کو آگاہ کرکے سلسلہ حقہ میں داخل کریں حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کو مالابار بھیجدیا تاکہ وہ جاکر ہمارے مبلغین کی تبلیغی کوششوں میں روک ڈالے - اور لوگوں کو سلسلہ حقہ میں داخل ہونے سے باز رکھنے کی کوشش کرے - غیر مبایعین کی طرف سے ہمارے مبلغین کے راستہ میں روکیں پیدا کرنے کی یہ پہلی کوشش نہیں کی گئی - بلکہ اس سے قبل بھی کئی بار ان کی طرف سے ایسا ہو چکا ہے - کہ جس علاقہ میں ہمارے مبلغین گئے ہیں اسی علاقہ میں انہوں نے اپنے آدمیوں کو بھیجا ہے جنہوں نے جاکر عوام کو اپنے عقائد کی تبلیغ کرنے کی بجائے ہمارے مبلغین کے خلاف اتہامات اور اشتعال دلانا شروع کیا - چنانچہ بمبئی - مدراس حیدر آباد دکن وغیرہ علاقوں میں ان کی طرف سے ایسا ہی ظہور پذیر ہو چکا ہے - اس سے معلوم ہو سکتا ہے - کہ ان لوگوں کا ہم سے بغض اور کینہ اس حد تک بڑھ چکا ہے - کہ ہم جہاں کہیں حضرت مسیح موعود کی طرف لوگوں کو بلانے اور دعوت دینے کے لئے جاتے ہیں وہیں ان کی طرف سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ ناواقف لوگوں کو سلسلہ سے متنفر اور حضرت مسیح موعود سے بدظن کریں ورنہ اگر تبلیغ احمدیت ان کا کام ہو تو پھر کیا وجہ ہے - کہ انہی علاقوں میں جہاں ہمارے مبلغین جاتے ہیں یہ پہلے نہیں جاتے - یا دوسرے علاقے جہاں ہمارے مبلغین نہیں گئے ہوتے - وہاں جاکر تبلیغ نہیں کرتے - ہمارے مبلغین کے پیچھے پیچھے ان کا پھرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ ان کی غرض اپنے عجیب و غریب عقائد کی تبلیغ کرنا اور اس سلسلہ کی طرف لانا جس میں ہونے کے وہ خود مدعی ہیں نہیں ہے - بلکہ ہمارے مبلغین کی تبلیغی کوششوں میں روک ڈالنا اور احمدیت سے لوگوں کو بدظن اور متنفر کرنا ہے - کاش یہ لوگ ضد اور بغض میں اتنے نہ بڑھ جاتے تا خدا کے رستہ سے لوگوں کو روکنے کے موجب نہ بنتے - اگر یہیں تک ان کی بیجا کوششیں محدود ہوتیں تو بھی نہایت قابل افسوس اور لائق ملامت تھیں - لیکن ان کے ساتھ ان کی غلط بیانیوں اور دھوکہ دہیوں نے مل کر ثابت کر دیا ہے - کہ ان لوگوں میں دیانت اور امانت کا مادہ بالکل ہی نہیں رہا - اور جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گیا ہے - چنانچہ ان کی طرف سے ہمارے ان مبلغین کے راستہ میں مشکلات پیدا کرنے کے علاوہ جو مالابار میں بھیجے گئے ہیں ۲۰- مئی کے پیغام میں غیر مبایعین کی انجمن کے نائب سکرٹری صاحب کی طرف سے احمدیان مالابار کے متعلق حسب ذیل غلط بیانی کی گئی ہے -

"حکیم (مرہم عیسیٰ) صاحب بخیر و عافیت وہاں (مالابار) پہنچ چکے ہیں - وہاں سے ان کا نوازش نامہ آگیا ہے - فرماتے ہیں کہ جماعت یہاں بہت بڑی ہے - اور ان میں سے سوا کس کے قریب محمودی ہیں - باقی سب ہمارے ہم خیال ہیں - مولوی غلام رسول راجیکی وہاں ان کے لئے گئے تھے - لیکن ناکام آئے"

یہ تو اخباری غلط بیانی ہے - جو کسی قدر احتیاط سے کی گئی ہے - لیکن ہمیں معلوم ہوا ہے - کہ ان کی طرف سے زبانی یہ مشہور کیا جا رہا ہے - کہ مالابار کے چار سو مبایعین ان کی طرف ہو گئے ہیں - اور اس جھوٹ کو فخریہ بیان کر رہے ہیں - ہم اس کے جواب میں فی الحال

اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے ۔ بلکہ جناب مولوی غلام رسول صاحب کا تازہ خط جو انہوں نے مالا بار سے لکھا ہے ۔ درج ذیل کرتے ہیں اس سے جہاں نہایت صفائی اور عمدگی کے ساتھ غیر مبائعین کی سب غلط بیانیوں کی تردید ہوتی ہے وہاں یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے ۔ کہ جناب مولوی غلام رسول صاحب خدا کے فضل اور اسی کی توفیق سے نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغ کر رہے ہیں علاوہ ازیں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ حکیم مرہم عیسیٰ کس قدر شرارت سے کام لے رہا ہے ۔ اور وہ شخص (کنجی) جس سے غیر مبائعین کی تمام امیدیں وابستہ ہیں اس کی کیا حالت ہے ۔

جناب مولوی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

" سیدنا حضرت اقدس السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ خدا تعالیٰ کی عجیب نصرت و تائید حضور عالی کے فرمودہ مقاصد کے پورا کرنے کے لئے جلوہ نما ہے ۔ خدا کے اسرار اور اس کے عجائبات قدرت کے بھیدوں کو کوئی نہیں سمجھ سکتا ۔ انکشاف کے بعد سمجھ آتی ہے ۔ کہ صورت احوال یوں تھی ۔ اور مقصد کے ذرائع اس طرح عمل میں لائے گئے مولوی کنجی جو اس علاقہ میں ہیچ من دیگرے نیست کا مجسمہ ہے اور جس کے طرز عمل سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے زیر اثر چند لوگوں کا خدا اور رسول پر ایمان لانا بھی اس کا خدا اور رسول پر احسان ہے اور اگر اس کی طرف سے یہ احسان نہ ہوتا تو خدا اور رسول کو وہ لوگوں کے ایمان لانے سے محروم کر دیتا ۔ مرہم عیسیٰ اور اس کے درمیان فرق کرنے کے لئے بہت کچھ سوچا کہ ترجیح کس کو دیجائے ۔ کیونکہ کذب افترا غلط بیانی مغالطہ میں دونوں برابر اور ایک دوسرے کی نظیر کامل ہیں بعد چند کئی قرائن اور وجوہات ایسے پیدا ہو گئے ۔ کہ جن کی بنا پر مولوی کنجی کو ترجیح دینی پڑی ۔ مولوی کنجی عجیب طرح کا انسان ہو جس کی زبان سے کوئی نہیں بچ سکتا حضرت مسیح موعود کی شان اور حضور عالی کی شان میں وہ بھری مجلس میں اس طرح کے گندے الفاظ استعمال کرتا ہے ۔ کہ کمینے ملنگ سے ہوتا ہے ۔ اس میں شرم حیا اور ادب مطلق نہیں ۔ جو اللہ تعالیٰ کی شان میں مغلظات کو استعمال کر لیتا ہے ۔ اسپر کوئی دوسرا انسان کیا افسوس کرے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان ہے ۔ کہ اس کے پرستاروں سے کئی اشخاص نے حضور کی بیعت کرلی ۔ اور محمد نام کا ایک بہت بڑا شخص کہ جس پر اس کا دارومدار تھا اور جس کے پانوں پر ہاتھ رکھ کر وہ منت سے کہتا تھا کہ خدا کے لئے آپ نے مجھے نہ چھوڑنا ورنہ میں اس بستی سے نکل کر کسی اور جگہ چلا جاؤنگا ۔ پس وہ خدا کے فضل سے اس نے بھی بیعت کرلی ۔ اور حضور کو خط بیعت کا لکھدیا ہے ۔ اب وہ عجیب طرح کی نامرادی کے ساتھ ناکام اور اداس ہے ۔ لیکن سنا ہے کہ مرہم عیسیٰ کے ساتھ مل کر اس نے ایک چال چلی ہے ۔ اور وہ یہ کہ بلا اطلاع کسی کے بہت سے اشخاص کے نام خود ہی لکھ کر پیام میں بھیجتے ہیں ۔ میں نے دریافت کیا تو سب لوگ حیران ہو کر انکار کرتے اور کہتے ہیں ۔ کہ اگر ہمارے نام پیام میں چھپے تو ہمیں فوراً اطلاع دو ورنہ ہم تردید کریں گے ۔ سو میں نے ٹھہر لکھدیا ہے ۔ کہ ایسا پرچہ جس وقت بھی شائع ہو فوراً ہمیں بھیجدیا جائے ۔ میں اس وقت چونکہ پھوڑے کی تکلیف سے چل پھر نہیں سکتا ۔ ورنہ دل میں ایک جوش بھرا ہوا ہے کہ کنانور میں جو بہت بڑا شہر ہے لیکچروں کا متواتر سلسلہ جاری کیا جائے ۔ چنانچہ اس غرض کیلئے کنانور کے دوستوں نے ایک مہینہ کے لئے ایک وسیع مکان جو ہال سمجھنا چاہئے لیکچروں کے لئے کرایہ پر لے لیا ہے ۔ اس جگہ کے لوگ بھی از حد اشتیاق رکھتے ہیں اور بار بار پوچھتے ہیں ۔ کہ کب لیکچر ہونگے ۔ اگر حضور عالی کی دعا سے پھوڑے سے جلد آرام ہو جائے ۔ اور کچھ بھی تخفیف ہو تو خاکسار اس کام کیلئے تیار ہے ۔ ایک اردو میں رسالہ لکھ رہا ہوں ۔ جس کا نام تحفۂ مالابار رکھا گیا ہے "

اس خط سے نہ صرف غیر مبائعین کی ان غلط بیانیوں کی نہایت کھلے طور پر تردید ہو رہی ہے جو وہ مالا بار کے متعلق کر رہے ہیں ۔ بلکہ یہ بھی ظاہر ہے ۔ کہ جناب مولوی غلام رسول صاحب خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ تبلیغ کر رہے ہیں ۔ اور کئی نئے آدمی داخل سلسلہ ہو چکے ہیں

امید ہے کہ سمجھدار غیر مبائعین پیغام اور اس کے متعلقین کی آئے دن کی اس قسم کی غلط بیانیوں سے عبرت پکڑیں گے ۔ اور سوچیں گے کہ ان لوگوں نے ہمارے مقابلہ میں کیا وطیرہ اختیار کیا ہے ۔

فی الحال ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اگر پیام میں مالابار کے متعلق کچھ اور لکھا گیا تو انشاء اللہ اس کی تردید بھی مفصل طور پر کیجائیگی ۔

اخیر میں ہم اپنے احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ جناب مولوی غلام رسول صاحب کی صحت اور عافیت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمادیں ۔

رباعی

ہوئی ہے اس بغاوت سے مجھے یہ سخت حیرانی
کہ اٹھا ہے امان اللہ خلاف حکم یزدانی
امان ہو کر بنا ہے وہ فساد و ظلم کا بانی
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

عندلیب ۔ از تعلیم الاسلام سکول قادیان

سرحدی شورش

امیر امان اللہ کی درخواست شاہیہ۔

جون۔ ایک پریس کمیونک مظہر ہے کہ امیر امان اللہ کی حضور وائسرائے کے نام ۸ مئی کی چٹھی ۲ جون کی شام کو شملہ میں پہنچی۔ دوستانہ تعلقات کا جو دونوں گورنمنٹوں کے مابین ہو رہا ہے ذکر کرنے کے بعد امیر نے کشیدگی تعلقات کی وجہ جن کا نتیجہ جنگ ہوئی۔ چند ناخوشگوار واقعات کو بتلایا ہے۔ یہ غلط فہمیوں سے پیدا ہوئے مزید براں وہ مظہر ہے کہ شمالی ہندوستان میں بدامنی اور فسادات اور خصوصاً پشاور میں مظاہر ایسی انتہائی صورت کو پہنچ چکے تھے کہ میرے لئے اپنی سرحدوں کے تحفظ کے لئے افواج کو بھیجنا امر ضروری ہو گیا۔ مشرقی فوج کے کمانڈر نے یہ خیال کر کے کہ بعض مقامات ان نقشوں اور خاکوں کے مطابق جو اس کے قبضہ میں تھے اس کے اپنے علاقے میں شامل تھے۔ حفظ ما تقدم کے طور پر کچھ خندقیں کھودنے کا کام شروع کیا۔ جب پھر برٹش افواج افغانی علاقہ میں داخل ہو گئیں۔ اور اس پر امیر اعلان جنگ کرنے پر مجبور ہوا۔ اس اثناء میں افغان سفیر عبدالرحمٰن کابل پہنچا۔ اور اس نے بتلایا کہ فارن سکرٹری نے یہ امر میرے ذہن نشین کرا دیا ہے کہ جنگ سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ اس طرح یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ واقعات اور تحریکیں جو ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ وہ اتفاقیہ اور ناپسندیدہ تھیں اس لئے امیر نے افغانستان کے اسلامی شیخوں کے جہاد کے اعلان کی اشاعت کو ملتوی کر دیا۔ اور تمام معاملہ کو قومی کونسل کے سامنے پیش کر دیا جس نے فیصلہ کیا کہ ایک سفیر کو تمام امور کی وضاحت کرنے اور لڑائی بند کرانے کے لئے ہندوستان بھیجا جائے۔

حضور وائسرائے کا جواب۔ حضور وائسرائے نے اس خط کا جو جواب دیا ہے۔ اور جو آج شام ہماری لائنوں میں سے افغان کیمپ کو روانہ ہو گیا۔ اس میں ہز ایکسیلنسی نے لکھا ہے کہ مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ امیر اب صدق دل سے لڑائی کے بند کئے جانے اور دونوں گورنمنٹوں کے درمیان ازسر نو دوستی کا خواہشمند ہے۔ لیکن یہ جو کہا گیا ہے کہ جو کچھ واقعہ ہوا ہے میں امیر کچھ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ تو یہ ہندوستان میں پولیٹیکل صورت معاملات اور برٹش گورنمنٹ کی طاقت اور شان کے متعلق غلط فہمی تھی۔" اس کے بعد حضور وائسرائے نے صاف طور پر بتلایا ہے۔ کہ افغانوں نے کون کون سی مخالفانہ کارروائیاں کیں جن کی انتہا یہ تھی کہ افغان افواج نے برٹش علاقہ پر دست برد کی اور اثبات کو پیش کرنے کے بعد جو امیر کی جنگ کی تیاریوں کے متعلق حضور وائسرائے کے پاس موجود ہیں۔ ہز ایکسیلنسی نے اسے یاد دلایا ہے کہ کس طرح انھوں نے اس کے مرحوم باپ کی دوستی کا لحاظ رکھتے ہوئے عین آخر وقت اسے اپنے بیوقوفانہ افعال کے ناگزیر نتائج سے بچنے کا موقعہ دیا تھا۔ اور ہز ایکسیلنسی کو افسوس ہوا تھا کہ امیر نے اس معافی اور دوستی کے ہاتھ کو جو اس کی طرف دراز کیا گیا تھا۔ قبول نہیں کیا تھا۔ اور بجائے اپنے افعال پر اظہار ملامت کرنے کے اس نے انھیں حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن باوجودیکہ اگر وہ اس جنگ کو اس کے منطقی نتائج تک جاری رکھیں تو عین حق بجانب ہونگے۔ وائسرائے نے امیر کی نوجوانی اور ناتجربہ کاری کو مدنظر رکھتے ہوئے اور خونریزی سے بچنے کی خواہش کی وجہ سے اور ان احسانات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو امیر مرحوم کے جو برٹش گورنمنٹ کے وفادار دوست اور معاون تھے ہم پر ہیں امیر کی درخواست کو دوستانہ اسپرٹ پر قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔

عارضی صلح کی شرائط اس لئے ہز ایکسیلنسی کی گورنمنٹ مندرجہ ذیل شرائط پر التوائے جنگ کو منظور کرنے کے لئے تیار ہے۔

(۱) امیر اپنی تمام افواج کو فوراً سرحد سے واپس ہٹا لے کوئی افغان فوج قریب ترین برطانوی فوج سے ۲۰ میل فاصلہ کے اندر مقیم نہ کی جائے

(۲) کہ برطانوی افواج افغان علاقہ میں جہاں اب موجود ہیں وہیں موجود رہیں۔ اور انھیں ایسی فوجی تیاریاں اور پیش بندیاں جاری رکھنے کی آزادی ہو جو وہ ضروری خیال کریں۔ البتہ یہ افواج اس وقت تک کہ افغان اس عارضی صلح کی شرائط کو ملحوظ رکھیں گے کوئی جارحانہ کارروائی نہ کریں گی۔

(۳) کہ برطانوی ہوائی جہاز اس وقت تک افغان علاقوں یا افواج پر بم نہیں گرائیں گے۔ اور نہ کہ دار توپوں سے گولہ باری کریں گے۔ جب تک کہ عارضی صلح کی شرائط پر عملدرآمد کیا جائیگا۔ لیکن انھیں افغان افواج کی پوزیشنوں کو معلوم کرنے اور مشاہدہ کرنے کی غرض سے ہوا میں نقل و حرکت کی آزادی ہوگی۔ تاکہ وہ یہ تحقیق کر سکیں کہ عارضی صلح کی شرائط کے خلاف افغان افواج یا قبائل کا کوئی اجتماع نہیں ہو رہا۔

مزید براں امیر اس بات کا ذمہ لے کہ اس کی رعایا کے لوگ برطانوی ہوا بازوں پر فائر نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ کریں گے۔ اور بغیر کسی تاخیر کے تمام برٹش ہوائی جہازوں اور ہوا بازوں کو جو افغان حدود میں اترنے پر مجبور ہوئے ہوں صحیح سلامت واپس بھیج دیں گے۔ اور برطانوی ہوا بازوں کو جو قبائلی علاقوں میں اترنے کے لئے مجبور ہوں سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے حتی المقدور کوشش کرے گا۔

(۴) کہ امیر کو ڈیورانڈ سرحد کے پرے اپنی طرف اور برطانوی طرف کے اہل قبائل کے نام کہ جن کی حدود میں اس کی افواج نے پیشقدمی کی ہے۔ یا جنہیں اس کے ایجنٹوں اور اعلانات نے بھڑکایا ہے فوراً ضروری پیغامات

... الرحمٰن احمد قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا۔